THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.2, 2026

شیخ محمد ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی کا منہج نقد حدیث: ایک تجزیاتی مطالعہ

PRINCIPLES OF HADITH AUTHENTICATION: ANALYTICAL INSIGHTS INTO THE METHODOLOGIES OF ALBANI AND ZUBAIR ALI ZAI

Muhammad Ibrahim
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Bahria University Islamabad
Email:m.ibrahim37333@gmail.com
Dr. Muhammad Saeed Tayyab
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Bahria University Islamabad, Email
Email:msaeed.buic@bahria.edu.pk

Abstract

This study explores the methodological framework of Hadith criticism employed by two eminent modern scholars, Shaykh Muhammad Nasir al-Din al-Albani (1914–1999) and Hafiz Zubair Ali Zai (1963–2013), highlighting their seminal contributions to the authentication, classification, and critical evaluation of Hadith literature. Both scholars emphasized a rigorous, evidence-based, and systematic approach to distinguishing authentic (Sahih) narrations from weak (Da'if) or fabricated (Maudu') ones, based on stringent isnad (chain of transmission) and matn (textual) analysis. Their methodology incorporates principles such as the non-acceptance of Da'if Hadith for legal or doctrinal derivations, the conditional acceptability of Mawkuf narrations in jurisprudential contexts, and the careful evaluation of Munqati' (interrupted), Shadh (anomalous), Mukhtalṭ (mixed), and Matruq (abandoned) narrations. Additionally, they meticulously assessed narrators' reliability, including considerations of excessive error (Su' Hifz), anonymity (Majhul), and moral or scholarly trustworthiness, thereby ensuring the precision of Hadith verification. The study demonstrates their shared commitment to intellectual rigor, impartiality, and adherence to classical Usul al-Hadith, while simultaneously addressing contemporary challenges in Hadith research. Their contributions provide a critical framework for contemporary Islamic scholarship, fostering a disciplined engagement with prophetic traditions and promoting methodological clarity in Hadith authentication and application. This comparative analysis underscores the enduring scholarly significance of Albani and Zai in shaping modern Hadith studies and guiding the Muslim ummah towards authentic sources.

Keywords: *Hadith Criticism, Nasir al-Din al-Albani, Hafiz Zubair Ali Zai, Hadith Authentication, Usul al-Hadith, Narrator Evaluation.*

مقدمہ

علومِ حدیث میں "علم نقدِ حدیث" کو ایک اہم حیثیت حاصل ہے۔ احادیث نبویہ کی حفاظت، اور صحیح و سقیم روایات کے امتیاز بیشتر دار و مدار اسی فن پر قائم ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے نقدِ حدیث اُس علمی و تحقیقی عمل کا نام ہے جس کے ذریعے محدثین روایت کے سندی اور متنی دونوں پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ یہ متعین کیا جا سکے کہ کوئی روایت رسول اللہ ﷺ کی طرف صحیح نسبت رکھتی ہے یا نہیں۔ اس عمل میں رواۃ کے ضبط و عدالت، اتصالِ سند، شذوذ، علل، متابعات، شواہد، اور متن کے اصولی و معنوی پہلوؤں کو نہایت دقیق معیار پر پرکھا جاتا ہے۔ یہی وہ علمی اساس ہے کہ جس نے امتِ مسلمہ کو دیگر مذاہب کے مقابلے میں ایک منفرد قسم کے امتیاز کا حامل بنایا۔ چنانچہ ابتدائی صدیوں ہی سے ائمہ ٔحدیث نے روایت و درایت کے اصول مرتب کیے اور جرح و تعدیل، عللِ حدیث، تخریج و تحقیق اور فقہ الحدیث جیسے علوم کے ذریعے سنتِ نبویہ کے تحفظ کا عظیم فریضہ انجام دیا۔ امام شعبہ، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن المدینی، امام بخاری، امام مسلم، امام دار قطنی اور ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر ائمہ نے نقدِ حدیث کے ایسے اصولی و تطبیقی نمونے پیش کیے جو بعد کے ادوار میں اس فن کی اساس قرار پائے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے نقدِ حدیث کو محض نظری

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.2, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اصولوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ایک عملی اور تطبیقی فن کے طور پر فروغ دیا۔ محدثین کا مرتب کردہ واختیار کردہ یہ نظامِ نقد و تمحیص انسانی تاریخ میں روایات کی جانچ پڑتال کا ایک منفرد اور بے مثال علمی نظام ہے کہ جس نے حدیث جیسے بنیادی مصدرِ شریعت کے تحفظ کو مضبوط بنیادیں فراہم کیں۔

عصرِ حاضر میں جب حدیثی تحقیقات نے جدید اسلوب اور تحقیقی مناہج کے ساتھ نئی جہات اختیار کیں تو دنیائے عرب و عجم سے متعدد اہلِ علم نے تنقیحِ احادیث، تخریج، تحقیقِ مخطوطات اور تطبیقِ اصولِ حدیث کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان معاصر شخصیات میں شیخ محمد ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی رحمہا اللہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ایک طرف شیخ البانی نے حدیثی ذخیرے کی تنقیح، تحقیق و تخریج اور تصحیح و تضعیف کے باب میں ایک وسیع اور اثر انگیز علمی منہج متعارف کرایا، جس نے معاصر حدیثی مطالعات پر گہرے اثرات مرتب کیے تو دوسری طرف حافظ زبیر علی زئی نے برصغیر میں منہجِ محدثین کی تطبیق، آثارِ سلف کی ترجیح، اور اصولِ جرح و تعدیل کی تعبیر میں ایک نمایاں تحقیقی اسلوب اختیار کیا۔ دونوں اہلِ علم اگرچہ اصولی طور پر کتاب و سنت اور فہمِ محدثین کے پابند دکھائی دیتے ہیں، تاہم احادیث کی تصحیح و تضعیف، تعامل مع العلل، اقوالِ ائمہ کی ترجیح، اور شواہد و متابعات سے استدلال کے بعض پہلوؤں میں ان کے مناہج کے مابین قابلِ ذکر اختلافات پائے جاتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ انہی اصولی اور تطبیقی جہات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے تاکہ معاصر نقدِ حدیث میں ان دونوں اہلِ علم کے مناہج، علمی رجحانات، اور تطبیقی اسالیب کو ایک منظم اور تقابلی انداز میں واضح کیا جا سکے۔

مبحث اول

اس مبحث میں شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اور شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا مختصر تعارف پیش کرنے کے ساتھ نقد حدیث کا معنی و مفہوم بھی واضح کیا جائے گا۔

شیخ ناصر الدین البانی

شیخ ناصر الدین البانی بیسویں صدی کے ممتاز محدثین میں شمار کیے جاتے ہیں، جنہوں نے علمِ حدیث کی خدمت میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ 1914ء میں اشقدرہ، البانیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حافظ نوح البانی ایک جید حنفی عالم تھے، جنہوں نے آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ شیخ ناصر الدین البانی نے قرآنِ کریم حفظ کرنے کے بعد فقہِ اربعہ اور دیگر علوم کی بنیادی تعلیم حاصل کی، لیکن آپ کی علمی توجہ کا محور علمِ حدیث بنا۔ آپ نے مسلسل محنت شاقہ اور مطالعہ و مشق سے احادیث کی تخریج، تصحیح و تضعیف اور جرح و تعدیل کے اصولوں میں مہارت حاصل کی۔

آپ کی تصنیفی خدمات کا دائرہ وسیع ہے، جن میں " سِلْسِلَةُ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ" جو اپنے اندر مختلف صحیح احادیث کو جامع تحقیق کے ساتھ سموئے ہوئے ہے، "سِلْسِلَةُ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ والموضوعة" جس میں ضعیف اور موضوع احادیث کو جمع کرتے ہوئے ان پر تفصیلی علمی نقد کیا گیا ہے اور "إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل" جو فقہی کتاب "منار السبيل" کی احادیث کی مفصل تخریج پر مشتمل ایک ضخیم تحقیقی کام ہے، قابلِ ذکر اور علمِ حدیث میں بنیادی حوالہ سمجھی جاتی ہیں۔ ان کتب میں آپ نے ہزاروں احادیث کی تخریج و تحقیق پیش کی ہے۔ آپ کا طرزِ تحقیق دلائل کی مضبوطی اور حوالہ جات کی فراوانی پر مبنی ہے کہ جس نے امت مسلمہ کو کتاب و سنت کے فہم میں ایک نیا شعور دیا۔

آپ کے نمایاں شاگردوں میں شیخ مقبل بن ہادی الوادعیؒ شامل ہیں جو یمن میں سلفی منہج پر علمِ حدیث کی تجدید کے لیے معروف ہوئے ۔[1] شیخ علی بن حسن الحلبیؒ البانی کے قریبی شاگرد اور ان کے علمی تراث کے مرتب و ناشر رہے۔[2] شیخ مشہور حسن آل سلمان جنہوں نے البانی کی کتب کی تخریج، فہارس اور علمی ترتیب میں بنیادی کردار ادا کیا ۔[3] شیخ سلیم بن عید الہلالی جو حدیث و منہجِ سلف پر متعدد تصانیف کے ذریعے البانی کے اسلوبِ تحقیق کے ترجمان بنے۔[4] اور شیخ ابو اسحاق الحوینیؒ جو مصر کے معروف محدث تھے اور حدیث کی تصحیح و تضعیف میں واضح طور پر البانی کے منہج سے متاثر نظر آتے ہیں۔[5]

---

[1] مشهور حسن آل سلمان، حياة الإمام محمد ناصر الدين الألباني وآثاره العلمية، 2 جلدين (عمان: مكتبة المعارف، 2001)، 1: 215–240-

[2] علي بن حسن الحلبي، المنهج الصحيح في الحكم على الحديث النبوي (عمان: دار الأثرية، 1998)، 9–15-

[3] مقبل بن هادي الوادعي، تحفة المجيب على أسئلة الحاضر والغريب (صنعاء: دار الآثار، 1995)، مقدمہ-

[4] سليم بن عيد الهلالي، بهجة الناظرين بشرح رياض الصالحين، ج 1 (القاهرة: دار ابن الجوزي، 2004)، 5–7-

[5] أبو إسحاق الحويني، إتحاف الناصح بترجمة الإمام الألباني (القاهرة: مكتبة التوحيد، 2003)، 12–18-

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

شیخ ناصر الدین البانی 2 اکتوبر 1999ء کو اردن میں وفات پا گئے۔ آپ کا علمی ورثہ آج بھی دنیا بھر کے علماء اور طلبہ کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کی شخصیت علم و عمل کا حسین امتزاج تھی۔ حدیث کی تخریج و تحقیق، تصحیح و تضعیف اور علم حدیث میں گہری اجتہادی فکر پر مشتمل آپ کی علمی خدمات نے امت مسلمہ میں حدیث کے قبول و رد کے حوالے سے ایک قابل ذکر علمی بیداری پیدا کی۔

حافظ زبیر علی زئی

حافظ زبیر علی زئی برصغیر پاک و ہند میں 21ویں صدی کے نمایاں محدثین میں شمار کیے جاتے ہیں، جنہوں نے علمِ حدیث کی تحقیق و تخریج میں بے مثال خدمات انجام دیں۔ آپ 1963ء کو پاکستان کے شہر مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ایک دین دار شخصیت تھے، حافظ زبیر علی زئی نے قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم کے بعد عربی اور اسلامی علوم میں مہارت حاصل کی۔ شروع سے ہی آپ کا خاص رجحان علمِ حدیث کی طرف تھا، جس میں آپ نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ حافظ زبیر علی زئی کی اہم تصانیف میں **"تخریج مشکوٰۃ المصابیح"، "توضیح الاحکام"، " نُورُ الْعَيْنَيْنِ فِي إِثْبَاتِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ " الِاتِّحَافُ الْبَاسِمُ فِي تَحْقِيقِ مُوَطَّأِ الْإِمَامِ مَالِكٍ رِوَايَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَاسِمِ** ،اور **"أَنْوَارُ الصَّحِيفَةِ فِي الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ مِنَ السُّنَنِ الْأَرْبَعَةِ"** شامل ہیں۔ آپ نے بخاری، مسلم، اور دیگر کتبِ حدیث پر شرح و حاشیہ بھی لکھا، جس میں احادیث

کی درجہ بندی، صحت و ضعف کی وضاحت اور علمی اشکالات کے جوابات شامل ہیں۔[6]

حافظ زبیر علی زئی کا طرزِ تحقیق خالص علمی بنیادوں پر تھا، جس میں آپ نے حدیث کے تمام اصولوں کو بڑی باریکی سے پرکھا۔ آپ کا علمی ورثہ اسلامی دنیا کے علمی حلقوں میں آج بھی نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ ایک عظیم محدث، محقق اور داعی تھے جنہوں نے اپنی زندگی دین کی خدمت کے لیے وقف کی۔ آپ کی علمی خدمات نے تحقیق احادیث کے میدان میں ایک نئی جہت پیدا کی اور امت مسلمہ کو صحیح اور ضعیف احادیث کے درمیان فرق کرنے میں مدد دی۔ آپ کا علمی ورثہ آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ 10 نومبر 2013ء کو اپنی طبعی زندگی پوری کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

نقد حدیث

نقد کا لغوی معنی کسی چیز کی چھان پھٹک کرنا کیا جاتا ہے کہ یہ چیز نقلی ہے یا اصلی؟ لفظ "نقد "بنیادی طور پر اپنے اندر دو معنی رکھتا ہے: کھوٹے کھرے کی 'تمیز' اور دوسرا اس پر بحث و مباحثہ اور مناقشہ کرنا۔ نقد کی اصطلاحی تعریف کے حوالے سے محقق اللغات امام منظور الافریقی فرماتے ہیں:

" النَّقدُ مصطلحاً هو عمليةٌ علميَّةٌ منهجيَّةٌ تهدفُ إلى تبيينِ عناصرِ العملِ أو القولِ، وتحليلها وتقويمها بالنظر إلى معاييرَ وضوابطَ معروفةٍ، لتمييزِ الصحيحِ من غيرِه، وتحديدِ نقاطِ القوةِ والضعفِ فيه، دونَ تعصبٍ أو تحيُّزٍ[7]."

نقد اصطلاحی طور پر ایک علمی اور منظم عمل ہے جو اس بات کا مقصد رکھتا ہے کہ کسی کام یا قول کے عناصر کی وضاحت کی جائے، ان کا تجزیہ اور جائزہ لیا جائے، اور معروف اصول و ضوابط کی روشنی میں ان کی درستی اور کمزوریوں کا تعین کیا جائے، تاکہ صحیح کو غلط سے تمیز کیا جا سکے، اور اس میں موجود قوت و ضعف کے پہلو بغیر کسی تعصب یا ذاتی رجحان کے سامنے آئیں۔

جبکہ نقد حدیث کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے شیخ مصطفٰی اعظمی فرماتے ہیں:

"هو تمييز الأحاديث الصحيحة من الضعيفة، والحكم على الرواة توثيقا و تجريحا"[8]

نقد حدیث صحیح احادیث کو ضعیف سے ممتاز کرنے، اور راویوں پر ان کی جرح و تعدیل کے ذریعے حکم لگانے کا نام ہے۔

اس تعریف کے مطابق ہر اس بندے کا عمل نقد کہلائے گا، جو کسی بھی طرح سے کسی حدیث کو صحیح یا کسی کو ضعیف کہہ دے، چاہے وہ منہجِ محدثین کے مطابق ہو یا فقہاء کے مطابق یا کسی اور منہج کے مطابق۔

---

[6] زبیر علی زئی، تخریج مشکوٰۃ المصابیح، دار السلام، صفحہ 15۔
[7] ابن منظور الأنصاري الرويفعي الأفريقي، **لسان العرب** .مصر: دار المعارف، ط. الأولى، 1311 هـ.
8 محمد مصطفى الأعظمي، منهج النقد عند المحدثين: نشأته وتاريخه)الرياض: مكتبة الكوثر، 1990

مذکورہ بالا تفصیل سے نقد حدیث کا مطلب واضح ہوتا ہے کہ ہر وہ عمل جس میں احادیث کی اسناد اور متن کو جانچا جائے، اس کی صحت اور راوی کی عدالت پر تحقیق کی جائے ، کسی حدیث پر کوئی حکم لگایا جائے، یا اس کے متن کے الفاظ کو دیکھا جائے کہ ان میں تفرد تو نہیں ہے، یا اس متن کے الفاظ شاذ تو نہیں، یا کسی روایت کے رجال کے احوال کا کتبِ رجال کی مدد سے جائزہ لیا جائے، نقد حدیث کہلاتا ہے۔

مبحث دوم

زیر نظر مبحث میں ان اصولِ نقد کا جائزہ لیا جائے گا جن پر شیخ البانی اور حافظ زبیر علی زئی متفق نظر آتے ہیں۔ یہ اصول ان کی تصریحات، فتاویٰ، مختلف حدیثی کتب پر لکھی گئی تالیفات کے مطالعے سے اخذ کیے گئے ہیں۔ مزید برآں ہر اصول کے تحت ان کی تحقیقات سے عملی دلائل اور مثالیں پیش کی جائیں گی تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ دونوں محدثین نے تنقید کے میدان میں کن مشترک بنیادوں پر اپنی آراء قائم کیں اور روایات کے قبول ورد میں کس حد تک ایک ہی منہج کی پیروی کی۔

نقد حدیث میں شیخ ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی کے اتفاقی اصول

اتفاقی اصولوں سے مراد نقد حدیث کے وہ اصول وضوابط ہیں جن پر شیخ ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی دونوں متفق ہیں اور حدیث کی تحقیق میں انہیں مد نظر رکھتے ہیں۔ یہ اصول وضوابط ان کی تحقیقات وتعلیقات سے براہ راست یا ان کے استقرائی مطالعہ سے اخذ کئے گئے ہیں اور شواہد وامثلہ کے ساتھ ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔

1۔ضعیف حدیث کی عدم حجیت

شیخ ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ ضعیف احادیث جس طرح عقائد میں قابل حجت نہیں بالکل اسی طرح احکام ومسائل میں بھی یہ مستدل قرار نہیں پاتیں۔ شیخ ناصر الدین البانی فرماتے ہیں:

" اننا تنصح اخواننا المسلمین في مشارق الأرض ومغاربها أن یدعوا العمل بالأحادیث الضعیفة مطلقا و أن یوجهوا همتهم إلی العمل بما ثبت منها عن النبي ففیها ما یغنی عن الضعیفة وفی ذلك منجاة من الوقوع في الکذب علی رسول الله " .[9]

ہم دنیا کے مشرق ومغرب میں رہنے والے اپنے مسلمان بھائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ ضعیف احادیث پر مطلقاً عمل چھوڑ دیں اور اپنی محبتوں کا رخ نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ احادیث کی طرف موڑ دیں کیونکہ اس میں ضعیف روایات سے بے نیازی ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ میں واقع ہونے سے نجات اور بچاؤ ہے۔

اسی طرح حافظ زبیر علی زئی علیہ الرحمہ بھی اعمال واحکام میں ضعیف روایت کی عدم حجیت پر تفصیلی فتویٰ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

علمائے کرام کا دوسرا گروہ ضعیف روایات پر عمل کا قائل نہیں۔ چاہیے عقائد واحکام ہوں یا فضائل ومناقب اور اسی گروہ کی تحقیق راجح ہے۔ اس گروہ کے جلیل القدر علماء کے آثار میں سے کچھ اس حوالے سے پیش خدمت ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ علماء ضعیف حدیث کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔[10]

اس کے بعد آپ نے اس موقف کی تائید میں کئی صحابہ، تابعین اور محدثین کے اقوال نقل کیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی پوری زندگی اپنی کسی بھی تحقیق میں کبھی بھی کسی ضعیف حدیث سے استدلال نہیں کیا۔

---

9 البانی، محمد ناصر الدین، سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة وأثرها السیئ في الأمة، (الریاض: دار المعارف، 2004)، مقدّمة ومواضع متعددة، حیث یشدد علی وجوب ترك الاعتماد علی الأحادیث الضعیفة والترکیز علی الأحادیث الثابتة عن النبي ﷺ، وبیان أضرار الروایات الضعیفة في العقائد والأحکام.

10 حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی، *تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات*، ج ص ۲۰۲/۲۷۰ (حضرو: مکتبۃ الحدیث، سنِ اشاعت)، 270-۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.2, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

2۔ موقوف روایت کا احکام و مسائل میں قابل حجت ہونا

شیخ ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی کے اتفاقی اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ دونوں موقوف حدیث کو احکام و مسائل میں قابل حجت سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں نے اپنی اپنی تحقیق میں موقوف حدیث سے استنباط کیا ہے۔ چنانچہ شیخ ناصر الدین البانی نے ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنے کا جو فتوی صادر کیا ہے اس فتوی کی بنیاد ایک صحابی کے اثر و عمل پر ہے، آپ لکھتے ہیں:

" میں جمہور کا نہیں کہتا لیکن اکثر علماء مٹھی سے زیادہ داڑھی کاٹنے کے قائل ہیں۔ جبکہ دوسرے اہل حدیث حضرات نبی کریم ﷺ کے فرمان "واعفو اللحی"[11] کے عموم سے استدلال کرتے ہیں اور میری بھی رائے یہ ہے کہ مٹھی سے نیچے کے بالوں کا کاٹنا جائز ہے۔ میری دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ روایات ہیں جن سے ثابت ہے کہ وہ حج یا عمرہ کے موقع پر اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو حصہ مٹھی سے زائد ہوتا اسے کاٹ دیتے تھے۔"[12]

اسی طرح حافظ زبیر علی زئی نے بھی اسی مؤقف سے استنباط کرتے ہوئے مٹھی سے زائد داڑھی کے بالوں کو کاٹنے کا فتوئی صادر کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

" جن احادیث میں داڑھیاں چھوڑنے، معاف کرنے اور بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے، ان کے راویوں میں ایک راوی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہے کہ وہ حج اور عمرے کے وقت اپنی داڑھی کا کچھ حصہ (ایک مشت سے زیادہ کو) کاٹ دیتے تھے۔ کسی صحابی سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر اس سلسلے میں انکار ثابت نہیں ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے متبع سنت صحابی، نبی ﷺ سے ایک حدیث سنیں اور پھر خود ہی اس کی مخالفت بھی کریں.. مسئلہ یہ نہیں کہ صحابی کا عمل دلیل ہے یا نہیں؟ بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کا کون سا فہم معتبر ہے۔ وہ فہم جو چودھویں یا پندرھویں صدی ہجری کا ایک عالم پیش کر رہا ہے یا وہ فہم جو صحابہ، تابعین و تبع تابعین اور محدثین کرام سے ثابت ہے؟ ہم تو وہی فہم مانتے ہیں جو صحابہ، تابعین، تبع تابعین و محدثین اور قابل اعتماد علمائے امت سے ثابت ہے۔ ہمارے علم کے مطابق کسی ایک صحابی، تابعی، تبع تابعی، محدث یا معتبر عالم نے ایک مٹھی سے زیادہ داڑھی کو کاٹنا حرام یا ناجائز نہیں قرار دیا۔[13]

مذکورہ بالا توضیحات اور فتوی جات سے واضح ہوا کہ شیخ ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی رحمہا اللہ داڑھی کو ایک مشت سے زیادہ کاٹنے پر موقوف روایت کو قابل حجت مانتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل یعنی عمل صحابی کو دلیل بنا کر پیش فرما رہے ہیں۔

3۔ منقطع روایت کو ضعیف قرار دینا

شیخ ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی کی تحقیقات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دونوں اس اصول پر بھی متفق ہیں کہ منقطع روایت کو قبول نہ کرتے ہوئے اسے ضعیف کی اقسام میں شمار کیا جائے گا۔ جیسا کہ شیخ ناصر الدین البانی ضعیف ابی داؤد میں اس روایت کو ذکر کرتے ہیں کہ ((وفي رواية عن الزهري قال: لما اتخذ عثمان الأموال بالطائف ، وأراد أن يقيم بها، صلى أربعا))[14] امام زہری سے ایک روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے طائف میں اپنی جائیداد بنائی اور وہاں قیام کا ادارہ کیا تو وہاں چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر اس کی سند پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

قلت: ((إسناده ضعيف أيضًا لا نقطاعه اسناده: حدثنا محمد بن العلاء، اخبرنا ابن المبارك عن يونس عن الزهری قلت: وهذا إسناد ضعيف ، لا نقطاعه بين الزهري وعثمان ......)

اس کی سند بھی ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند منقطع ہے۔ کیونکہ زہری اور عثمان کے درمیان انقطاع ہے۔ جیسا کہ اس سے ماقبل حدیث میں بیان ہوا ہے۔

---

11 - صحیح مسلم: کتاب الطہارہ ،باب خصال الفطرہ ،رقم الحدیث ۲۵۹
12 - البانی محمد ناصر الدین ، فتاوی البانیہ، مترجم و اعداد، ارشد حسن، المکتبہ الصدیق، السلفیہ، میر پور سندھ، ص: ۲۳۶
13 ماہنامہ الحدیث حضرو، شمارہ نمبر ۲۷ اگست ۲۰۰۶ء ، صفحہ ۵۵
14 ضعیف ابي داؤ والبانی ، کتاب المناسک ، باب الصلاۃ رقم الحدیث : ۳۲

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.2, 2026

گویا شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت پر حضرت امام زہری اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے درمیان سند کے انقطاع کی وجہ سے ضعیف کا حکم لگایا ہے۔ اور یہی منہج حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا ہے۔ چنانچہ آپ اپنے ماہنامہ "الحدیث" میں ایک حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: **وعن ابن عباس قال: ((تدارس العلم ساعة من الليل خير من إحيائها))**[15]- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "رات کو ایک پہر علم کا پڑھنا پڑھانا ساری رات کی بیداری سے بہتر ہے۔ اسے دارمی نے روایت کیا ہے۔" پھر تحقیق الحدیث کے نام سے اس پر بحث کرتے ہوئے حکم لگاتے ہیں۔ کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ کیوں کہ اس روایت میں ابن جریج نامی راوی کی ملاقات ابن عباس سے ثابت نہیں ہے[16]۔ گویا آپ نے اس حدیث پر ضعیف کا حکم لگانے کی ایک وجہ انقطاع بتائی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ ناصر الدین البانی نے امام زہری اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع کی وجہ سے اس روایت پر ضعیف کا حکم لگایا ہے، جبکہ حافظ زبیر علی زئی ابن جریج کی حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے روایت کو منقطع اور ضعیف قرار دیتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ یہ دونوں حضرات منقطع روایت کے عدم قبول اور اسے ضعیف شمار کرنے پر متفق ہیں۔

4۔ متروک راوی کی روایت قابل حجت نہیں

شیخ ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی دونوں اس اصول پر بھی متفق ہیں کہ متروک راوی کی بیان کردہ روایت نا قابل حجت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں حضرات نے اپنی اپنی تحقیق میں متروک راوی کی روایت پر ضعیف کا حکم لگایا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل مثالوں سے ظاہر ہے۔ شیخ ناصر الدین البانی سلسلہ ضعیفہ میں ایک روایت لائے ہیں:

(اللهم اهد قريشا فان علم العالم منهم يسع طباق الارض اللهم اذقت اولها نكالا فاذق آخرها نوالا).[17]

ترجمہ: اے اللہ قریش کو ہدایت عطا فرما، بلاشبہ ان سے ایک عالم کا علم زمین کے طبقات کو بھر دے گا۔ اے اللہ! تو نے قریش کے اول لوگوں کو عذاب سے ہم کنار کیا ہے پس تو ان سے آخر لوگوں کو عذاب سے ہم کنار کر۔"

پھر اس کی تحقیق کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

یہ حدیث غایت درجہ ضعیف ہے، ابن عدی نے اس کو الکامل میں اور ابو نعیم نے دلائل النبوہ میں اسماعیل بن مسلم کے طریق سے اس نے عطاء سے اس نے سیدنا ابن عباس سے مرفوعاً ذکر کیا ہے۔ اور عراقی نے محجۃ القرب میں ابن عیاش کے طریق سے اس نے عبد العزیز بن عبید اللہ سے اس نے وہب بن کیسان سے اس نے سیدنا ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جب کہ یہ دونوں اسناد غایت درجہ کی ضعیف ہیں کیونکہ اسماعیل بن مسلم اور عبد العزیز بن عبید اللہ معصی (راوی) دونوں متروک ہیں۔[18]

گویا شیخ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کے ضعف کی وجہ دو متروک راوی بتائے ہیں۔ کہ ان کی وجہ سے یہ روایت قابل حجت نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح حافظ زبیر علی زئی بھی اپنی تحقیق میں متروک راوی کی روایت پر اعتماد کرنے کی بجائے اسے ضعیف کے دائرے میں شامل کرتے ہیں۔ جیسا کہ سنن ابن ماجہ کی روایت اور اس پر ان کی تحقیق شاہد ہے کہ آپ سرکار ﷺ نے فرمایا

((تخرج الدابه من هذا الموضع ، فاذا فتر في شبر، قال ابن بريدة فحججت بعد ذلك بسنين فأرانا عصا له، فادا هو بعصاي هذه كذا وكذا)

دابۃ الارض (جانور) اس جگہ سے نکلے گا وہ جگہ ایک بالشت میں سے انگشت شہادت کی دوری پر تھی۔ ابن برید فرماتے ہیں میں نے کئی سال بعد حج کیا تو میرے والد بریدہ میں نے ہمیں دابتہ الارض کا عصا دکھایا جو میرے عصا کی طرح موٹا اور لمبا تھا۔"[19]

---

[15] سنن دارمی کتاب العلم باب مذاكرة العلمي رقم الحديث : ٢٥٧
[16] الحدیث ،حضرو شماره نمبر 18فروری 2011 ص3
[17] سلسلة الضعيفة، رقم الحديث : ٣٩٩
[18] سلسلة الضعيفه تحت الحديث : ٣٩٩
[19] سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب دابة الارض، رقم الحديث : ٣٠٦٤

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اس کی تحقیق کے ضمن میں حافظ زبیر علی زئی فرماتے ہیں:((اسناده ضعيف جدا ، خالد بن عبيد متروك الحديث مع امامته.))[20] کہ اس کی سند انتہائی ضعیف ہے، اس کی سند میں موجود ایک راوی خالد بن عبید اپنی امامت کے باوجود متروک ہے۔

مذکورہ دلائل سے پتہ چلا کہ دونوں حضرات کے نزدیک متروک راوی کی روایت ناقابل حجت ہے۔ شیخ ناصر الدین البانی نے جو روایت پیش کی اس میں اسماعیل بن مسلم اور عبد العزیز بن عبید اللہ معصی (راوی) دونوں متروک ہیں اور اس بناء پر شیخ البانی نے اس روایت کو ناقابل حجت قرار دیا۔ اسی طرح حافظ زبیر علی زئی سنن ابن ماجہ کی روایت ذکر کرتے ہوئے اس میں ایک راوی خالد بن عبید کو متروک قرار دے کر اس روایت کو ناقابل حجت قرار دیا۔ ان مثالوں سے پتا چلا کہ دونوں شیخ متروک راوی کی روایت کو قبول نہیں کرتے بلکہ اس کی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔

5۔ شاذ روایت ناقابل اعتماد

تحقیق حدیث میں شیخ ناصر الدین البانی وحافظ زبیر علی زئی اس اصول پر بھی متفق ہیں کہ شاذ روایت ناقابل اعتماد ہے۔ اس لیے دونوں نے اپنی تحقیقات میں شاذ روایت پر ضعیف کا حکم لگایا ہے۔ چنانچہ شیخ ناصر الدین البانی ضعیف ابی داؤد میں ایک روایت ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوفِ." ." ، رواه ابوداؤد باسناد على شرط مسلم وفيه رجل مختلف فى توثيقه**))[21]۔ بلاشبہ اللہ تعالی اور اس کے فرشتے صفوں کے داہنی جانب صلاۃ بھیجتے ہیں۔" اسے ابو داؤد نے مسلم کی شرط کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس میں ایک ایسا آدمی ہے جس کی توثیق میں اختلاف ہے۔" اور پھر اس روایت کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

قلت : ((هو اسامة بن زيد الليثى ولكن الذي استقر عليه رأي المحققين من العلماء النقاد أنه حسن الحديث اذا لم يخالف، ولذلك حسن حديثه هذا الجمع من الحفاظ الا أنه بهذا اللفظ شاذ أو منكر لأنه تفرد به دون سائر الثقات))

میں کہتا ہوں کہ یہ اسامہ بن زید لیثی، اس کے بارے میں نقاد علماء میں سے محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ حسن الحدیث ہے بشرطیکہ (ثقات کی) مخالفت نہ کرے، اس وجہ سے حفاظ کے گروہ نے اس کی حدیث کو حسن کہا ہے مگر یہ ان لفظوں کے ساتھ شاذ یا منکر ہے کیونکہ ان الفاظ کے ساتھ یہ باقی تمام ثقات کے مقابلے میں منفرد ہے۔"

اس مثال سے پتہ چلا کہ شیخ ناصر الدین البانی شاذ روایت کو اس کے راوی کے حسن الحدیث ہونے کے باوجود بھی ضعیف ہی سمجھتے ہیں۔ بالکل اسی طرح حافظ زبیر علی زئی بھی شاذ روایت پر ضعیف کا حکم لگاتے ہیں جیسا کہ آپ نے "**انوار الصحيفه** "میں ایک روایت نقل کی کہ:

((عن ابن عجلان سمع عياضا قال سمعت أبا سعيد الخدري يقول ((لا أخرج أبدا إلا صاعا اذا كنا نخرج على عهد رسول الله ﷺ صاع تمر أو شعير أو أقط أو زبيب))[22]

ترجمہ: ابن عجلان نے عیاض سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا" میں ایک صاع ہی صدقہ فطر دوں گا کیونکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں گندم، جو، کشمش اور پنیر کا ایک صاع صدقہ فطر دیا کرتے تھے۔"

حافظ زبیر علی زئی اس روایت کی بابت لکھتے ہیں:

((شاد سنده حسن بالظاهر الاقوله صاعا من دقيق، فانه شاذ)).[23]

ترجمہ: یہ جزشاذ ہے اس حدیث کی سند بظاہر حسن درجہ کی ہے تاہم یہ قول"**صاعا من دقيق**"یہ شاذ ہے۔

---

[20] انوار الصحيفه ، ضعيف ابن ماجه، تحت الحديث: ۴۰۶۷

[21] ضعيف ابى داؤد، كتاب الصلاة، باب من يستحب ان يلى الامام في الصف وكراهية التاخر رقم الحديث: ۱۰۳

[22] انوار الصحيفه ، ضعيف ابى داؤد، رقم الحديث : ۱۹۱۸

[23] انوار الصحيفه ، ضعيف ابو داؤد، رقم الحديث: ۱۹۱۸

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.2, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

مذکورہ بالا دونوں مثالوں سے واضح ہے کہ شیخ ناصر الدین البانی نے اسامہ بن زید لیثی کی روایت کو ان کے حسن الحدیث ہونے کے باوجود ان الفاظ کی روایت میں متفرد ہونے کی بنیاد پر قابل قبول قرار نہیں دیا، جبکہ حافظ زبیر علی زئی ابن عجلان نے عیاض کے منفرد الفاظ جس کی انہوں نے نشاندہی بھی کی اس وجہ سے جس کو تحقیق حدیث میں معتبر تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کو شاذ قرار دے کر ضعیف کے دائرے میں شامل کیا ہے۔

6۔ مختلط راوی کی بعد از اختلاط والی روایت کو ضعیف شمار کرنا

شیخ ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی دونوں اس اصول پر بھی متفق ہیں کہ مختلط راوی کی روایت کے زمانہ کو دیکھا جائے گا۔ اگر وہ قبل از اختلاط ہے تو قابل قبول ہے۔ اگر وہ روایت اختلاط کے بعد کی ہے تو اس کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ ذیل مثال سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نے مختلط راوی کی بعد از اختلاط والی روایت کو قبول نہیں کیا۔

شیخ ناصر الدین البانی میں نے ضعیف ابی داؤد میں ایک روایت لائے ہیں:

((أنه دخل مع رسول الله ﷺ على امرأة، وبين يديها نوى. أو حصى تسبح به ، فقال: أخبرك بما هو أيسر عليك من هذا، أو أفضل ؟)) فقال: ((سبحان الله عدد ما خلق في السماء، وسبحان الله عدد ما خلق في الأرض، وسبحان الله عدد ما بينذلك، وسبحان الله عدد ما هو خالق، والله اكبر مثل ذلك ، والحمد لله مثل ذلك ، ولا اله الا الله مثل ذلك، ولا حول ولا قوة إلا بالله مثل ذلك)).[24]

ترجمہ: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہی ان کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے۔ جب کہ اس عورت کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ ان کے ساتھ تسبیح کر رہی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو اس سے آسان تر اور افضل ہو؟ تو آپ ﷺ نے پھر یہ کلمات پڑھے۔" متن میں عبارت مذکور ہے۔

اس کے تحت شیخ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

قلت: ((اسناده ضعيف: خزيمة مجهول ، وابن أبي هلال كان المختلط.))

ترجمہ: میں کہتا ہوں اس کی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں خزیمہ راوی مجہول ہے اور ابن ابی ہلال مختلط ہے۔"

گویا شیخ ناصر الدین البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دینے کی دو وجوہات بتائی ہیں۔ اس روایت میں خزیمہ نامی راوی کی جہالت ہے۔ اور دوسری وجہ جس میں سے ابن ابی ہلال راوی کا مختلط ہونا ہے۔

اسی طرح حافظ زبیر علی زئی کا منہج بھی یہی ہے کہ وہ مختلط راوی کی روایت کو قبول نہیں کرتے چنانچہ آپ انوار الصحیفہ میں ضعیف ابن ماجہ کے تحت ایک روایت لائے ہیں:

((ان رسول الله ﷺ قال: ((المرأة اذا قتلت عمدًا لا تقتل حتى تضع ما في بطنها ان كانت حاملاً وحتى تكفل ولدها، وان زنت لم ترجم حتى تضع ما في بطنها وحتى تكفل ولدها)).[25]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت جب جان بوجھ کر قتل کا ارتکاب کرے اور وہ حاملہ ہو تو اس وقت تک وہ قتل نہیں کی جائے گی جب تک وہ بچہ جنم نہ دے یا کسی کو اس کا کفیل نہ بنادے۔ اگر اس نے زنا کا ارتکاب کیا تو بھی اس وقت تک رجم نہیں کی جائے گی جب تک وہ ولادت سے فارغ نہ ہو جائے اور کسی کو اپنے بچے کا کفیل نہ بنادے۔

اس کے بعد آپ اس پر ضعیف کا حکم لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[24] ضعیف ابی داؤد، کتاب الصلاۃ باب التسبیح بالحصی، رقم الحدیث: ۲۶۵

[25] انوار الصحیفه ضعیف ابن ماجه، رقم الحدیث: ۲۶۹۴

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.2, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

((ابن أنعم وابن لهيعة : ضعيفان (تقدما : ابن لهيعة: ضعيف اذا حدث بعد اختلاطه وحسن الحديث اذا حدث قبل اختلاط بشرط تصريح السماع لأنه كان مدلسا)).[26]

ترجمہ: اس میں ابن انعم اور ابن لھیعہ ضعیف ہیں۔ ابن لھیعہ جب اختلاط کے بعد روایت کریں تو وہ ضعیف ہوتی ہے اگر اختلاط سے قبل روایت بیان کریں تو اس میں سماعت ثابت ہو تو وہ روایت حسن ہوتی ہے۔"

گزشتہ مثالوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دونوں کے نزدیک مختلط راوی کی بعد از اختلاط روایت ضعیف ہوتی ہے۔

7۔ کثرت خطاء کے حامل راوی کی روایت

شیخ ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی دونوں کا ایک متفقہ اصول یہ ہے کہ ان کے نزدیک کثرت خطا کا حامل راوی ضعیف و مردود ہے۔ جیسا کہ شیخ ناصر الدین البانی نے سلسلہ صحیحہ میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ:

((لا ينظر الله عز وجل الى صلاة عبد لا يقيم فيها صلبه بين ركوعها وسجودها))[27]

ترجمہ: اللہ تعالی اس بندے کی نماز کی طرف نہیں دیکھتے جو رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔

اس کے تحت شیخ ناصر الدین البانی فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد نے عکرمہ کے واسطے سے روایت کیا ہے۔ اور پھر مکمل سند ذکر کر کے فرمایا ہے کہ عکرمہ کی اس روایت میں ایوب بن عقبہ نے متابعت تو کی ہے مگر سند میں مخالفت کی ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ:

((ولا شك أن مخالفته مردودة لأنه ضعيف لسوء حفظه حتى قال ابن حبان كان يخطى كثيرا ويهم حتى فحش الخطامنه))[28]

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اس (یعنی ایوب راوی) کی مخالفت مردود ہے۔ کیونکہ وہ حافظے کی خرابی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حتی کہ (اس کے حافظ کی خرابی کے حوالہ سے) امام ابن حبان نے فرمایا ہے کہ وہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا اور اوہام کا شکار ہوتا تھا یہاں تک کہ اس سے بہت زیادہ فاش غلطیاں بھی سرزد ہو جاتی تھیں۔"

شیخ ناصر الدین البانی کی اس وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ راوی ضعیف ہے اور وجہ ضعف وہی یعنی سوء حفظ اور کثرت خطاء ہے جو امام ابن حبان نے بیان فرمائی ہے۔۔

بالکل اسی منہج پر حافظ زبیر علی زئی بھی کثرت خطاء کے حامل راوی کو مردود قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے انوار الصحیفہ میں ایک روایت نقل کی ہے کہ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ:

((ما رأيت رسول الله ﷺ يسب احدا ولا يطوى له ثوب)).[29]

میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی کو گالی دیتے ہوئے نہیں دیکھا، اور نہ ہی آپ کے لیے کبھی کوئی کپڑا تہ کیا جاتا تھا۔

پھر آپ اس کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

((اسناده ضعيف، ابن لهيعة ضعيف من جهة سوء حفظه.))

ترجمہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے، کیونکہ ابن لہیعہ سوء حفظ (حافظے کی کمزوری) کے سبب ضعیف راوی ہیں۔"

اسباب جرح و نقد میں ایک سبب ضبط کا ناقص ہوتا ہے۔ ضبط کی پانچ اقسام ذکر کی جاتی ہیں ان میں سے ایک سوء حفظ ہے۔

---

[26] انوار الصحیفہ ضعیف ابن ماجه، تحت الحدیث: ۲۶۹۴
[27] سلسلة الصحيحة، رقم الحديث : ۲۵۳۲
[28] السلسلة الصحيحة تحت الحديث : ۲۵۳۶
[29] انوار الصحیفه ،ضعيف السنن ابن ماجه ،رقم الحديث.۳۵۵۴

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اگرچہ شیخ البانی نے راوی کی تضعیف کی علت کثرتِ خطا بیان کی ہے جبکہ حافظ زبیر علی زئی نے ابن لہیعہ کے بارے میں سوء حفظ کی تعبیر اختیار کی ہے، تاہم محدثین کے ہاں سوء حفظ کا لازمی نتیجہ کثرتِ خطا ہے۔ اس بنا پر دونوں حضرات اس اصول پر متفق نظر آتے ہیں کہ جس راوی کا ضبط ناقص ہو اور اس کی غلطیاں قابلِ لحاظ حد تک بڑھ جائیں، اس کی منفرد روایت قابلِ احتجاج نہیں رہتی ۔

شیخ ناصر الدین البانی کے تفردات

تفردات "لفظ تفرد کی جمع ہے یہ عربی گرائمر کی رو سے تفرد یتفرد سے مشتق ہے اس کا معنی ہے "بغیر کسی نظیر کے اکیلا تنہا ہونا"[30]۔یعنی کسی قول فعل اور وصف وغیرہ میں ایسی یکتائی جس میں کوئی بھی اس کی مثل نہ ہو۔ جیسے اللہ تعالی کے علاوہ کوئی خالق ومالک نہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کوئی خاتم النبیین نہیں ہے۔ گویا تفرد سے مراد ایسا وصف وخصوصیت ہے جو کسی ایک میں ہی پائی جائے اور کسی دوسرے میں موجود نہ ہو۔

شیخ ناصر الدین البانی ایک محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ماہر محقق بھی تھے۔ اس لیے ہر بات یا معاملے پر کسی کی رائے پر اندھا دھند اعتماد کرنے کی بجائے اس پر پوری باریک بینی سے تحقیق کرنا ان کی عادت میں شامل تھا۔ آپ کی تحقیق دلائل وبراہین کی اساس پر استوار ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ چند ایک معاملات میں آپ کی رائے یا تحقیق جمہور محدثین کے برعکس ہے۔ جنہیں آپ کے تفردات قرار دیا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ کسی ماہر عالم و محقق کے ہاں تفردات کا ہونا علمی طور پر کوئی معیوب بات نہیں۔ بلکہ کئی بڑے بڑے محدثین کے بھی تفردات موجود ہیں۔ تحقیق کے میدان میں آپ کے چند اہم تفردات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

1۔۔کتب حدیث کی صحیح وضعیف میں تقسیم

قدیم محدثین نے بالعموم اپنی تالیفات میں احادیث کو اپنی اپنی سند کے ساتھ جمع کرنے پر توجہ دی اور صحیح وضعیف احادیث کو الگ الگ عنوان سے مرتب نہیں کیا تھا۔ شیخ ناصر الدین البانی نے سنن اربعہ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) اور الادب المفرد للبخاری جیسی معروف ومتداول کتب حدیث کو ان میں مذکور احادیث پر حکم لگانے کے بعد صحیح اور ضعیف دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ مزید بر آں شیخ ہی کا علمی وتحقیقی کام ، کہ جس کی نظیر اس سے قبل کسی محدث و محقق کے ہاں نہیں ملتی، احادیث کے دو بڑے مجموعوں "سلسلہ احادیث صحیحہ " اور" سلسلہ احادیث ضعیفہ" کی صورت میں سامنے آیا۔ "سلسلہ احادیث صحیحہ "میں شیخ نے صرف صحیح وحسن احادیث کو پوری تحقیق وتخریج کے ساتھ یکجا کرنے کا اہتمام کیا ہے جس کی سات جلدیں طبع ہو چکی ہیں اور ان میں ۴۰۳۵ احادیث مکمل تحقیق تخریج کے ساتھ موجود ہیں جبکہ "سلسلہ احادیث ضعیفہ" میں شیخ نے صرف ضعیف اور موضوع روایات جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس سلسلہ کی بھی تیرہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں جن میں ۱۶۲۷ احادیث درج ہیں۔ ان دونوں سلسلوں میں شیخ نے ان تمام احادیث کی مکمل تحقیق وتخریج نہایت عالمانہ ومحققانہ انداز میں پیش کی ہے۔

اسی طرح شیخ ناصر الدین البانی نے امام سیوطی کی مایہ ناز کتاب "الجامع الصغیر" کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا ہے جو" صحیح الجامع الصغیر "اور"ضعیف الجامع الصغیر" کے نام سے مطبوع ہے۔ نیز شیخ ہی نے امام مندری ہی کی "الترغیب والترہیب" کی بھی تخریج وتحقیق کی ہے اور اسے بھی دو حصوں میں تقسیم کیا ہے جو" صحیح الترغیب والترہیب" اور"ضعیف الترغیب والترہیب" کے نام سے بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

2۔ صحیحین کی بعض روایات کی تضعیف

احادیث کی تحقیق کے ضمن میں شیخ ناصر الدین البانی کے تفردات میں ایک نمایاں تفرد یہ ہے کہ انہوں نے جمہور اہل علم سے اختلاف کرتے ہوئے صحیحین کی چند روایات کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ ان میں سے چند مثالیں درج ذیل ہیں:

صحیح بخاری کی روایات

((: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ((ثَلاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ، رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ)). [31]

---

[30] ابن منظور الافریقی ، جمال الدین ابو الفضل محمد بن مکرم بلسان العرب ، دار احیاء التراث العربی، بیروت (مادہ: ف ر د)

[31] صحیح البخاری،رقم الحدیث:۲۲۷

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.2, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تین آدمیوں کا قیامت کے دن دشمن ہوں گا، ایک وہ آدمی جس نے میرے نام پر عہد وپیمان کیا پھر غداری کرتے ہوئے اسے توڑ دیا، دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد شخص کو غلام بنا کر بیچا اور اس کی قیمت کھالی اور تیسرا وہ آدمی جس نے کسی مزدور کو اجرت پر رکھا اس سے پورا کام لیا لیکن مزدوری نہ دی۔

شیخ ناصر الدین البانی نے اس رویت کو ضعیف الجامع الصغیر میں نقل فرمایا ہے[32] بعض اوقات یہ وضاحت کرتے ہیں کہ اگرچہ کسی روایت کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں بھی نقل کیا ہو، پھر بھی مختلف اسانید اور طرق کا جائزہ لینے کے بعد ان کے دل کو اس کی صحت پر اطمینان نہیں ہوتا، جیسا کہ حدیث نمبر 1489 میں ان کا قول ہے: "قلت وهذا الحديث مع إخراج البخاري إياه في صحيحه فالقلب لم يطمئن لصحته"[33]۔ اس سے ان کا حدیثی منہج یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ محض کسی کتاب کی نسبت پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ہر روایت کو دوبارہ سندی اور متنی تحقیق کے معیار پر پرکھتے ہیں، اگرچہ ان کی یہ رائے اجتہادی نوعیت رکھتی ہے اور بعض اوقات جمہور محدثین کی رائے سے مختلف بھی ہو سکتی ہے۔

((عن ابي هريرة عن النبي ﷺ قال: ((إنَّ العَبدَ لَيَتَكَلَّمُ بالكَلِمةِ مِن رِضوانِ اللهِ، لا يُلقي لها بالًا، يَرفَعُه اللهُ بها دَرَجاتٍ، وإنَّ العَبدَ لَيَتَكَلَّمُ بالكَلِمةِ مِن سَخَطِ اللهِ، لا يُلقي لها بالًا، يَهوي بها في جَهَنَّمَ)) [34]

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بندہ اللہ کی رضامندی کے لیے ایک بات زبان سے نکالتا ہے، اسے وہ کوئی اہمیت بھی نہیں دیتا مگر اس کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے، اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن وہ اسی کی وجہ سے جہنم میں چلا جاتا ہے۔"

شیخ ناصر الدین البانی نے اسے سلسلہ ضعیفہ میں نقل کیا ہے اور اس پر مفصل بحث کرتے ہوئے اس پر ضعیف کا حکم لگایا ہے۔[35] اور بحث کے آخر میں فرماتے ہیں: فقد أطلت الكلام على هذا الحديث وراويه دفاعا عن السنة ولكي لا يتقول متقول، أويقول قائل من جاهل أوحاسد أومغرض: إن الألباني قد طعن في " صحيح البخاري " وضعف حديثه، فقد تبين لكل ذي بصيرةأنني لم أحكم عقلي أورأيي كما يفعل أهل الأهواء قديما وحديثا، وإنما تمسكت بما قاله العلماء في هذا الراوي وما تقتضيه قواعدهم في هذا العلم الشريف ومصطلحه من رد حديث الضعيف، وبخاصة إذا خالف الثقة. والله ولي التوفيق.

"میں نے اس حدیث اور اس کے راوی پر مفصل بحث سنت کے دفاع کی خاطر کی ہے، تاکہ کوئی جاہل، حسد رکھنے والا یا مغرض شخص یہ نہ کہہ سکے کہ البانی نے صحیح بخاری پر تنقید کی ہے یا اس کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اہلِ علم و بصیرت پر یہ بات واضح ہے کہ میں نے اس معاملے میں اپنی عقل یا ذاتی رائے کو بنیاد نہیں بنایا، جیسا کہ اہلِ اہواء کا طریقہ رہا ہے، بلکہ میں نے اس راوی کے بارے میں ائمۂ جرح و تعدیل کے اقوال اور علمِ حدیث کے مسلمہ اصول و قواعد کی پیروی کی ہے، جو ضعیف راوی کی روایت کو، خصوصاً ثقہ راوی کی مخالفت کی صورت میں، ناقابلِ قبول قرار دیتے ہیں۔"

صحیح مسلم کی روایات

جس طرح شیخ ناصر الدین البانی نے بخاری کی چند احادیث کو ضعیف کہا ہے اسی طرح آپ نے اپنی تحقیق میں صحیح مسلم کی چند روایات کو بھی ضعیف کہہ کر اپنی منفرد رائے کا اظہار کیا ہے۔ ان میں سے دو مثالیں درج ذیل ہیں۔

((عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: ((لا يشربنَّ أحدُكم قائمًا ، فمن نَسِيَ فليستقِئْ)) [36].

---

[32] محمد ناصر الدين الألباني، *ضعيف الجامع الصغير وزيادته* (بيروت: المكتب الإسلامي، الطبعة المجددة والمنقحة)، حديث رقم 2050

[33] محمد ناصر الدين الألباني، إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، (2:1489) بيروت: المكتب الإسلامي، بدون تاريخ

[34] صحیح بخاری، رقم الحديث: ٢٤٧٨

[35] السلسلة الضعيفة، رقم الحديث : ١٢٩٩

[36] صحيح مسلم، رقم الحديث: ٥٣٩٨

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.2, 2026

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی ہر گز کھڑا ہو کر پانی نہ پیئے اور جو بھول جائے وہ قے کر دے۔" شیخ ناصر الدین البانی نے اس روایت کو سلسلہ ضعیفہ میں نقل فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت ان لفظوں فمن نسی فلیستقی کے اضافہ کے ساتھ منکر ہے 37۔

((: فقال رَسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم: إنِّي لأفعَلُ ذلك أنا وهذه، ثُمَّ نَغتَسِلُ)) 38

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور یہ (یعنی عائشہ) اسی طرح کرتے ہیں (یعنی بغیر انزال کے ہم بستری کرتے ہیں) پھر ہم غسل کر لیتے ہیں۔

شیخ ناصر الدین البانی نے اس روایت کو بھی سلسلہ ضعیفہ میں نقل فرمایا ہے اور تحقیق کے بعد اس کے مرفوع ہونے کو ضعیف قرار دیا ہے۔39

ان مثالوں سے پتہ چلا کہ شیخ کا صحیحین کے بارے میں موقف جمہور کے برعکس تھا۔ جو آپ کے تفرد میں شامل ہے۔ جب کہ جمہور محدثین کا صحیحین کی تمام مرویات کی صحت پر اتفاق ہے، 40

3۔ غیر معروف احادیث کی تخریج

شیخ ناصر الدین البانی نے ایسی احادیث کی تخریج کی ہے جو عموماً غیر معروف تھیں جیسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی نماز میں کھڑے ہوتے وقت کھڑے ہوتے وقت اپنے ہاتھوں پر سہارا لینے والی روایت۔ یہی وجہ ہے کہ بالعموم نہ تو کتب فقہ میں اس کا کہیں ذکر ملتا ہے اور نہ ہی کتب حدیث میں۔ شیخ ناصر الدین البانی نے اس روایت کو نہ صرف نقل کیا ہے بلکہ اس کی تحقیق کرتے ہوئے اسے حسن قرار دیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں

((عن الأزرق بن قيس قال: رأيت ابن عمر يعجن في الصلاة، يعتمد على يديه إذا قام، فقلت له: ما هذا؟ فقال: رأيت رسول الله ﷺ يفعله.)) 41

ترجمہ: ازرق بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا وہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں باندھ کر ان پر ٹیک لگاتے جیسے آٹا گوندھتے ہیں۔ میں نے ان سے اس عمل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واسلم اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

4۔ اصحاب الحدیث کے بارے میں شذوذات

جس طرح شیخ ناصر الدین البانی کے احکام و مسائل میں چند تفردات ہیں۔ اسی طرح بعض رواۃ حدیث کے بارے میں شیخ ناصر الدین البانی جمہور سے ہٹ کر منفرد نقطہ نظر رکھتے تھے۔ آپ نے بعض راویوں کو مجہول اور غیر ثقہ قرار دیا ہے حالانکہ وہ متقدم محدثین کے نزدیک ثقہ شمار ہوتے ہیں۔ اس سے متعلقہ چند امثلہ درج ذیل ہیں۔

جیسا کہ راوی ((یحیی بن مالك ، ابو ایوب ازدی عتکی بصری مراغی)) کو محدثین کی ایک جماعت نے ثقہ قرار دیا ہے لیکن شیخ ناصر الدین البانی نے اسے اپنی کتاب سلسلہ الصحیحہ میں مجہول قرار دیا ہے۔42 جبکہ حافظ ابن حجر جیسے متقدم محدثین اس راوی کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔43 اور ابن حبان جیسے محدثین نے اسے "الثقات میں ذکر فرمایا ہے۔44

---

37 سلسلة الضعيفة، رقم الحديث: ٩٢٧

38 المسلم، رقم الحديث: ٨١٣

39 سلسلة الضعيفة، رقم الحديث : ٩٧٦

40 ابن حجر العسقلاني، هدي الساري مقدمة فتح الباري (بيروت: دار المعرفة، 1379ھ)، 346

41 سلسلة الضعيفة، رقم الحديث: ٩٦٧

42 : سلسلة الصحيحة، تحت الحديث : ٣٦٥

43 ابن حجر عسقلانی، ابوالفضل شهاب الدين احمد تقريب التهذيب، دار الكتب العلميه بيروت ، ص : ۴۰۲

44 ابن حيان، محمد بن حيان بن احمد، كتاب الثقات، دار الفكر بيروت ۵/۵۲۹

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.2, 2026

5۔کتابت سند میں خاص اسلوب

سند کے حوالے سے شیخ ناصر الدین البانی کا اسلوب بھی ایک انفرادیت رکھتا ہے۔ شیخ جب سند تحریر فرماتے ہیں تو الفاظ تحدیث کے بعد یہ علامت:(یعنی دو نقطے) نقل کرتے ہیں جیسے حد ثنافلان : حدثنافلان : حدثنافلان:وغیرہ۔ اسے شیخ کا تفرد قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ اسلوب آپ سے پہلے کسی نے بھی اختیار نہیں کیا۔متقدمین سند لکھتے ہوئے ایسی کوئی علامت نقل نہیں کرتے جبکہ متاخرین یہ علامت، استعمال کرلیتے ہیں۔ شیخ ناصر الدین البانی کے اس خاص اسلوب کی چند امثلہ پیش خدمت ہیں:

((أخرجه النسائي. من طرق عن الأوزاعي قال: حدثنا يحي بن أبي كثيرقال:حدثني ابن أبي : ان أباه أخبره : انه كان لهم..)) [45]

6۔سکوت ابی داؤد پر عدم اعتماد

شیخ ناصر الدین البانی کے تفردات میں سے ایک تفرد یہ بھی ہے کہ آپ کے نزدیک امام ابو داؤد کا کسی روایت پر سکوت اس کی صحت کی دلیل نہیں ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب تمام المنۃ کے مقدمہ کے شروع میں کچھ ضروری قواعد ذکر کرتے ہوئے قاعدہ نمبر سات کے تحت لکھتے ہیں:

((عدم الاعتماد على سكوت ابي داود.) [46]

جب کہ اکثر آئمہ حدیث سکوت ابی داؤد پر اعتماد کرتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ بدر الدین العینی نے سکوت ابی داؤد کو حسن قرار دیا ہے۔[47] امام سخاوی، ملا علی قاری اور امام محمد حسین الذہبی سکوت ابی داؤد کو حجت تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس پر اعتماد کرتے ہیں۔[48]

7۔ضعیف حدیث فضائل اعمال میں بھی جائز نہیں

شیخ ناصر الدین البانی ضعیف حدیث کے بارے میں ایک انفرادی رائے رکھتے ہیں کہ ضعیف حدیث فضائل اعمال میں بھی نا قابل قبول ہے حالانکہ جمہور محدثین اس کو جائز سمجھتے تھے۔[49] آپ اپنی کتاب تمام المنۃ کے مقدمہ کے شروع میں کچھ ضروری قواعد ذکر کرتے ہوئے بارھویں قاعدہ کے تحت لکھتے ہیں:

((ترك العمل بالحديث الضعيف في فضائل الاعمال)) [50]

ترجمہ: فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل ترک کرنا واجب ہے۔

خیال رہے کہ علامہ البانی نے اگرچہ اپنے بیان کردہ مذکورہ بالا قاعدہ کی ہر جگہ پابندی کی ہے لیکن ایک جگہ ان سے اپنی کتاب سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ میں تسامح ہوا ہے۔ چنانچہ ایک مدلس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس پر فضائل اعمال میں عمل کیا جائے گا۔[51]

درج بالا بحث سے معلوم ہوا کہ تحقیق حدیث میں شیخ ناصر الدین البانی کے کچھ تفردات بھی ہیں جن میں انہوں نے جمہور محدثین کی مخالفت کی ہے، ان میں سب سے قابل ذکر تفرد صحیحین کی بعض احادیث کی تضعیف ہے جبکہ متقدم محدثین کا ان دونوں کتب کی تمام احادیث کی صحت پر اتفاق ہے۔ اسی طرح شیخ ناصر الدین البانی کے تفردات میں متقدم محدثین کے نزدیک بعض ضعیف روایات کی تصحیح، بعض ثقہ رواۃ کی تضعیف اور امام عجلی پر تساہل کا حکم بھی شامل ہے۔ شیخ ناصر الدین البانی کے دو تفردا یسے ہیں جنہیں تحقیق حدیث کی دنیا میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اور وہ یہ کہ شیخ نے ایسی احادیث کی تخریج کی ہے جو پہلے یکسر غیر معروف تھیں حتیٰ کہ بہت سے مخطوطات جو ابھی تک طبع نہیں ہوئے تھے شیخ ناصر الدین البانی نے دوران تحقیق ان سے بھی استفادہ کیا ہے اور ان میں موجود احادیث کی تحقیق نقل کی ہے اور اس طرح

---

45 سلسلة الصحيحة تحت الحديث : ٣٢٤٥

46 البانی، محمد ناصر الدین۔ **تمام المنة في التعليق على فقه السنة**۔ ص 44۔ قاہرہ: دار السلام، 1409ھ / 1989ء۔

47 العینی ابو محد محمود بن احمد بدر الدین حنفی، **شرح ابی داؤد**، مکتبہ الرشید ، ریاض ص : ١۶

48 محمد شاہد، عبد الرؤف ظفر, **شیخ ناصر الدین البانی کی کتاب الضعیف میں موجود صحیح روایات کا تحقیقی جائزہ** ، مجلہ الاضواء ص: ١٠٧

49 **النووي، يحيى بن شرف .الأذكار .بيروت: دار ابن حزم، 2004، ص 8 (بعض طبعات میں ص 7 یا 9)۔**

50 البانی، محمد ناصر الدین۔ **تمام المنة في التعليق على فقه السنة**۔ جلد 10، ص 37۔ قاہرہ: دار السلام، 1409ھ / 1989ء۔

51 البانی، محمد ناصر الدین۔ **سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة**۔ جلد 1، حدیث نمبر 1058، ص 120۔ ریاض: مکتبۃ المعارف، بلا تاریخ۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.2, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

کتب حدیث کی صحیح اور ضعیف دو حصوں میں تقسیم اور صحیح اور ضعیف احادیث کے دو سلسلے جو ہر حدیث کی انتہائی جامع تحقیق و تخریج پر مشتمل ہیں شیخ ناصر الدین البانی کی گرانقدر خدمات حدیث کے آئینہ دار ہیں۔

حافظ زبیر علی زئی کے تفردات

شیخ زبیر علی زئی شخصیت میں تحقیق کا جوہر اس قدر غالب تھا کہ ہر علمی وفقہی مسئلے کو دلائل و براہین کی روشنی میں پرکھنے کا شوق ان کی فطرت میں شامل تھا۔یہی وجہ ہے کہ آپ نے کئی مسائل میں جمہور محدثین کے مقابلے میں الگ رائے اپنائی، جنھیں آپ کے "تفردات" کے طور پر جانا جاتا ہے۔ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

1۔ تحقیقی منہج میں سختی

عام اہل علم کے برعکس حافظ زبیر علی زئی باطل مسالک کا رد کرتے ہوئے سختی کے جواب میں شرعی حدود کو مد نظر رکھتے ہوئے سختی کو درست سمجھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ فریق مخالف کے خلاف ان کی تحریروں میں جو شدت اور گرمی پائی جاتی ہے وہ دوسرے علماء کی تحریروں میں کم نظر آتی ہے۔اس بنیاد پر بعض اہل علم کی جانب سے انہیں شدت پسند یا درشت ہونے کا طعنہ بھی دیا جاتا تھا۔اس معاملہ میں ان کا بڑا دوٹوک موقف تھا چنانچہ وہ ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص کسی کے خلاف سخت زبان استعمال کرے تو شرعی حدود کو مد نظر رکھتے ہوئے سختی کے ساتھ اس کا جواب دیا جاسکتا ہے۔[52]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"اگر مناسب نتیجہ نکلنے کی امید ہو تو کتاب و سنت کے منافی امور کا سختی سے رو کرنا بھی جائز ہے۔[53]

حافظ موصوف کتاب وسنت کے دفاع اور اہل بدعت کے رد میں کسی نرمی اور مداہنت کے قائل نہیں تھے۔اسی وجہ آپ نے بعض علماء کے تعارف میں ان کے متعلق خاصی سخت زبان استعمال کی اور اس دوران آداب کے روایتی صیغے بھی استعمال نہیں کیے۔

2۔ معاصرین پر جرح وتعدیل

قدیم محدثین کا طریقہ کار تھا کہ اپنے معاصرین کے بارے میں کلام کرتے ہوئے ان کے اخلاق واطوار، حفظ واتقان اور ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کو ضبط تحریر میں لے آتے تھے تاکہ آنے والوں کے لئے آسانی ہو اور وہ جان لیں کہ دین کن ہاتھوں سے لے رہے ہیں۔کتب حدیث کی تدوین کے بعد محدثین اور اہل علم نے اپنے معاصرین کے حوالے سے جرح وتعدیل کا دروازہ گویا کہ بند کر دیا۔معاصر علماء کی اس روش کے برعکس حافظ زبیر علی زئی نے اپنے معاصرین میں سے بعض کے بارے میں تفصیلی کلام کرتے ہوئے ان کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔اس میں آپ کی انفرادیت یہ ہے کہ دور حاضر میں کسی عالم نے بھی ایسی کتاب نہیں لکھی۔اپنی اس غیر مطبوعہ کتاب کے حوالے سے حافظ زبیر علی زئی فرماتے ہیں:

"راقم الحروف کو علم اسماء الرجال سے والہانہ لگاؤ ہے۔اس سلسلے میں "انوار السبیل في میزان الجرح و التعدیل" نامی کتاب لکھ رہا ہوں جو کہ معاصر علماء وغیر ہم کی جرح وتعدیل پر ہے۔54

یہ اہم کام اگرچہ وہ اپنی زندگی ہی میں بہت پہلے مکمل کر چکے تھے لیکن اس کے منظر عام پر آنے کی نوبت اس لئے نہیں آسکی کہ ان کے کچھ دوستوں اور شاگردوں کا خیال اور مشورہ تھا کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ اس طرز کا کام کیا جائے اور اسے منظر عام پر لایا جائے، بلکہ ایسا کام پریشانی کا باعث ہوگا۔اس وجہ سے اس کتاب کی طباعت روک دی گئی اور یقینا یہ ایک صائب فیصلہ تھا جس سے شیخ کی بصیرت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

3۔ جمہور کی رائے کو ترجیح دینا

جمہور کی رائے کو ترجیح دینا حافظ زبیر علی زئی کے اہم ترین اور بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول ہے جو احادیث میں ان کے تحقیقی منہج و انداز کو سمجھنے میں کافی مدد کرتا ہے۔آپ لکھتے ہیں:

---

[52] ماہنامہ **الحدیث** شمارہ نمبر ۳ ، اگست۲۰۰۴صفحہ ۶
[53] ماہنامہ **الحدیث** شمارہ نمبر ۷۶ ، تمبر ۲۰۱۰ صفحہ ۳
[54] ماہنامہ **الحدیث** شمارہ نمبر ۲ ، جولائی ۲۰۰۴ صفحہ ۱۲

"حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا دارومدار محدثین کرام پر ہے۔ جس حدیث کی صحت یا راوی کی توثیق پر محدثین کا اتفاق ہے، تو وہ حدیث یقیناً وحتماً صحیح ہے اور راوی بھی یقیناً وحتماً ثقہ ہے۔ اور اسی طرح جس حدیث کی تضعیف یا راوی کی جرح پر محدثین کا اتفاق ہے تو وہ حدیث یقیناً اور حتماً مجروح ہے۔ جس حدیث کی تصحیح یا تضعیف اور راوی کی توثیق و تجریح میں محدثین کا اختلاف ہو اور تطبیق و توفیق ممکن نہ ہو تو ہمیشہ اور ہر حال میں ثقہ، ماہر اہل فن، مستند محدثین کی اکثریت کی تحقیق اور گواہی کو صحیح تسلیم کیا جائے گا۔"[55]

اس سے پتا چلا کہ حافظ زبیر علی زئی کا یہ انفراد ہے کہ جس راوی پر محدثین کی اکثریت کوئی حکم لگادے، چاہے وہ حکم جرح کا ہے یا تعدیل کا تو پھر اکثریت کی رائے کو ہی ترجیح دی جائے گی۔

4۔ سنن اربعہ کی ضعیف احادیث کا مجموعہ

بعض محدثین نے کتب حدیث کی صحیح اور ضعیف دو حصوں میں تقسیم کی تھی۔ جن میں شیخ ناصر الدین البانی سر فہرست ہیں۔ مگر شیخ موصوف نے اس تقسیم کے ساتھ ساتھ سنن اربعہ کی ضعیف و موضوع روایات کو بھی ایک جگہ پر اکٹھا بھی کر دیا۔ جس کا نام "**أنوار الصحيفة في الاحاديث الضعيفة من السنن الاربعة** "رکھا۔ یہ کتاب سنن ابو داؤد، جامع ترمذی سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کی ضعیف روایات کا مجموعہ ہے جس میں ان روایات کے اطراف، راویان حدیث، وجہ ضعف اور مختصر تخریج بھی درج کر دی گئی ہے۔ آپ کا یہ کام بھی تفرد میں آتا ہے۔[56]

5۔ حسن لغیرہ کا قابل حجت نہ ہونا

حافظ زبیر علی زئی کے ہاں حسن لغیرہ حدیث قابل حجت نہیں ہے۔ جبکہ حسن لغیرہ حدیث کو جمہور علماء قابل احتجاج مانتے ہیں۔ اس موضوع سے متعلق موصوف نے بارہا بحث کی ہے اور یہ ثابت کرنے پر زور دیا ہے کہ حسن لغیرہ حدیث ضعیف ہوتی ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں:

بعض لوگ ضعیف جمع ضعیف کے اصول اور جمع تفریق کے ذریعے سے بعض روایات کو حسن لغیرہ قرار دیتے ہیں لیکن حافظ ابن حزم پہلے اس اصول کے سخت خلاف تھے بلکہ زرکشی ہی نے ابن حزم سے نقل کیا: "**ولو بلغت طرق الضعيف الفا لايقوى** اور اگر ضعیف روایت کی ہزار سندیں بھی ہوں تو اس سے روایت قوی نہیں ہوتی.... یہی قول راجح اور صحیح ہے بعض لوگ اپنی مرضی کی روایات کو حسن لغیرہ کہہ کر حجت بنا لیتے ہیں اور فریق مخالف کی تمام روایات کی ایک ایک سند پر بحث کر کے انہیں ضعیف و مردود قرار دیتے ہیں مثلاً: سینے پر ہاتھ باندھنے والی احادیث پر بعض الناس کی جرح اور اسی طرح فاتحہ خلف الامام کی احادیث پر جرح وغیرہ۔ حسن لغیرہ کے مسئلے پر عمرو بن عبد المنعم بن سلیم کی کتاب "**الحسن المجموع الطرق في ميزان الاحتجاج بين المتقدمين والمتاخيرين**" بہت مفید ہے۔[57]

مقدمہ **الاتحاف الباسم** میں بھی اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میری تحقیق میں حسن لغیرہ حدیث کو حجت نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے ضعیف ہی کی ایک قسم سمجھا جاتا ہے۔[58]

حسن لغیرہ حدیث پر حافظ زبیر علی زئی نے ماہنامہ الحدیث کے شمارہ ۸۳، ۸۶ اور ۸۷ میں تفصیل سے بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کے ہاں حدیث حسن لغیرہ قطعاً قابل حجت نہیں ہے، سو اس سے استدلال کرنا صحیح نہ ہو گا۔

6۔ خبر واحد کا ظنی کی بجائے یقینی علم کا فائدہ دینا

حافظ زبیر علی زئی کے ہاں خبر واحد اگر صحیح سند سے ہم تک پہنچی ہو تو وہ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے۔ اس خبر واحد سے جملہ احکام شرعیہ بشمول عقائد وصفات ثابت کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں:

---

[55] ماہنامہ الحدیث حضروہ، شمارہ ۳ ، اگست ۲۰۰۴ ۔ ص: ۶

[56] انوار الصحیفہ ، ص : ۱۰

[58] الاتحاف الباسم ص: ۵۵

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.2, 2026

معلوم ہوا کہ صحیح حدیث چاہے صحیح بخاری و مسلم میں ہو یا سنن اربعہ و مسند احمد وغیرہ میں ہو یا دنیا کی کسی معتبر و مستند کتاب میں صحیح سند سے موجود ہو تو اس پر ایمان لانا اور عمل کرنا فرض ہے۔ اسے خبر واحد مشکوک، اپنی عقل کے خلاف یا خلاف قرآن وغیرہ کہہ کر رد کر دینا باطل و مردود اور گمراہی ہے۔[59]

حافظ زبیر علی زئی کے علمی موقف کے مطابق، اگر خبر واحد صحیح سند کے ساتھ پہنچے تو یہ علم یقینی فراہم کرتی ہے اور اس پر ایمان لانا اور عمل کرنا فرض ہے۔ ایسی حدیث کو مشکوک، عقل کے خلاف یا قرآن و سنت کے مخالف قرار دے کر رد کرنا باطل، مردود اور گمراہ کن عمل ہے، کیونکہ تمام شرعی احکام و عقائد اس سے ثابت ہو سکتے ہیں۔

اس مسئلہ میں حافظ زبیر علی زئی نے جمہور اہل علم سے ہٹ کر موقف اختیار کیا۔ جبکہ جمہور کے نزدیک خبر واحد علم کا فائدہ دیتی ہے۔

7۔ حدیث کی بعض کتب کا انکے مصنفین کی طرف انتساب سے انکار

کسی کتاب کے صحیح ہونے کا کیا معیار ہے؟ اس کے متعلق حافظ زبیر علی زئی نے جو شرائط مقرر کی ہیں وہ جمہور محدثین سے ثابت نہیں اور اس لیے انہیں بھی حافظ زبیر علی زئی کے تفردات میں شامل کیا گیا ہے۔

اور صحت کتاب سے مراد یہ ہے کہ احادیث کی کتب میں سے صرف ان کتابوں کو صحیح و معتبر تسلیم کیا جائے گا جن کتابوں میں مندرجہ ذیل شرائط موجود ہوں حافظ زبیر علی زئی نے یہ شرائط یوں قلم بند کی ہیں:

1: جن کتابوں میں یہ روایات درج ہیں ان کے مصنفین بذات خود ثقہ اور معتبر ہوں۔

2: ان کتابوں کا مصنفین تک انتساب بالتواتر یا باسند صحیح ہو۔

3: ان مصنفین کی بیان کردہ اسانید، اقوال اور روایات باسند صحیح و متصل ہوں اور علت قادحہ سے خالی ہوں۔

جو کتاب ان شرائط پر پوری نہیں اُترتی اسے بے سند سمجھا جائے گا اور یہ غیر معتبر شمار ہوگی۔ نقد حدیث کے اس اصول کے پیش نظر حافظ زبیر علی زئی نے امام ترمذی کی معروف کتاب **العلل الکبیر** کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔[60]

ملاحظہ ہو کہ محدثین و محققین میں سے کسی نے امام ترمذی کی کتاب العلل الکبیر کے بارے میں یہ موقف اختیار نہیں کیا ہے کہ یہ امام ترمذی ہی کی کتاب نہیں ہے اور اس طرح حافظ ذہبی کی کتاب مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ کے بارے میں بھی کسی نے اس قسم کی نفی نہیں کی ہے۔ جبکہ حافظ زبیر علی زئی کا موقف یہ ہے کہ دونوں مذکورہ کتب کی نسبت ان مصنفین کی طرف غلط ہے اور غلط ہونے کی وجہ وہی شرائط ہیں[61] جنہیں حافظ زبیر علی زئی ہی نے ذکر کیا ہے۔ کتاب کے صحیح ہونے کا یہ معیار حافظ زبیر علی زئی کا تفرد ہے، کیونکہ کسی اور محدث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

مندرجہ بالا تمام دلائل سے پتہ چلا کہ حافظ زبیر علی زئی کے بعض تفردات ہیں۔ جن میں انہوں نے جمہور علماء کے برعکس موقف اختیار کیا ہے۔

خلاصہ کلام

تحقیق حدیث میں شیخ ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی کے اتفاقی اصول اور انفرادی مناہج کی تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دونوں علماء نے علومِ حدیث میں تحقیق کے سلسلہ میں ایک مضبوط اور محتاط معیار قائم کیا۔ ان کے اتفاقی اصول جیسے ضعیف احادیث کی عدم حجیت، شاذ اور منقطع روایت کی کمزوری، اور متروک و مجہول رواۃ کی روایت کی تردید، امتِ مسلمہ کے لیے حدیث کے ذخیرے کو اپنے محتاط انداز میں زیادہ واضح طریقے سے پیش کرنے کی کوشش کی۔

شیخ ناصر الدین البانی کے انفرادی مناہج، جیسے کتبِ حدیث کی تقسیم اور مشکوک روایت کے بارے میں انفرادیت، نے علومِ حدیث میں ایک نئے طرزِ فکر کو فروغ دیا۔ ان کی جانب سے صحیحین کی بعض روایات کی تضعیف اور سکوت ابی داؤد پر عدم اعتماد جیسے نکات ایک گہرے اور تنقیدی تجزیے کے عکاس ہیں۔

---

[59] مقالات، ص۔۱۵۸

[60] ماہنامہ الحدیث حضروہ، شمارہ ۱۰۴ ، اپریل ۲۰۱۳ ۔ ص: ۳۸

[61] حوالہ بالا شمارہ۔۱۹۰۴ص،۳۹

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.2, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

حافظ زبیر علی زئی کے تحقیقی منہج کی سختی اور حسن لغیرہ کی عدم حجیت جیسے اصولوں نے حدیث کی قبولیت میں معیارات کو مزید مضبوط کیا۔ سنن اربعہ کی ضعیف احادیث کا مجموعہ اور خبر واحد کی حجیت پر ان کی توجہ نے روایت کو زیادہ کڑے اصولوں سے پرکھنے کی سعی کی۔

ان دونوں علماء کی خدمات سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث کی تحقیق میں دقت اور احتیاط کا معیار قائم کیا۔ ان کے اصول اور انفرادیتیں موجودہ دور کے محققین کو علومِ حدیث میں مزید تحقیق کے لیے ایک بہترین بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ علمائے حدیث کا کام محض روایت کو محفوظ کرنا نہیں، بلکہ اسے امت کے لیے عملی طور پر قابلِ قبول اور مؤثر بنانا بھی ہے۔

مصادر و مراجع

- الأعظمي، محمد مصطفى۔ *منهج النقد عند المحدثين: نشأته وتاريخه*۔ الرياض: مكتبة الكوثر، 1990ء۔
- ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي۔ *تقريب التهذيب*۔ بيروت: دار الكتب العلمية۔
- ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي۔ *هدي الساري مقدمة فتح الباري*۔ بيروت: دار المعرفة، 1379ھ۔
- ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد۔ *كتاب الثقات*۔ بيروت: دار الفكر۔
- ابن منظور، جمال الدين أبو الفضل محمد بن مكرم۔ *لسان العرب*۔ بيروت: دار إحياء التراث العربي / مصر: دار المعارف۔
- الحلبي، علي بن حسن۔ *المنهج الصحيح في الحكم على الحديث النبوي*۔ عمان: دار الأثرية، 1998ء۔
- الحويني، أبو إسحاق۔ *إتحاف الناصح بترجمة الإمام الألباني*۔ القاهرة: مكتبة التوحيد، 2003ء۔
- العيني، بدر الدين محمود بن أحمد حنفي۔ *شرح أبي داود*۔ الرياض: مكتبة الرشد۔
- النووي، يحيى بن شرف۔ *الأذكار*۔ بيروت: دار ابن حزم، 2004ء۔
- الوادعي، مقبل بن هادي۔ *تحفة المجيب على أسئلة الحاضر والغريب*۔ صنعاء: دار الآثار، 1995ء۔
- آل سلمان، مشهور حسن۔ *حياة الإمام محمد ناصر الدين الألباني وآثاره العلمية* (2 جلدیں)۔ عمان: مكتبة المعارف، 2001ء۔
- زبیر علی زئی، حافظ ابو طاہر۔ *تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات*۔ حضرو: مکتبۃ الحدیث۔
- شاہد، محمد؛ ظفر، عبد الرؤف۔ "شیخ ناصر الدین البانی کی کتاب الضعیف میں موجود صحیح روایات کا تحقیقی جائزہ"۔ *مجلہ الاضواء*۔
- الألباني، محمد ناصر الدين۔ *إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل*۔ بيروت: المكتب الإسلامي۔
- الألباني، محمد ناصر الدين۔ *تمام المنة في التعليق على فقه السنة*۔ القاهرة: دار السلام، 1409ھ / 1989ء۔
- الألباني، محمد ناصر الدين۔ *سلسلة الأحاديث الصحيحة وزياداتها وفقهها*۔ الرياض: مكتبة المعارف۔
- الألباني، محمد ناصر الدين۔ *سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة*۔ الرياض: دار المعارف / مكتبة المعارف۔
- الألباني، محمد ناصر الدين۔ *ضعيف الجامع الصغير وزيادته*۔ بيروت: المكتب الإسلامي۔
- الألباني، محمد ناصر الدين۔ *فتاوی البانیہ* (مترجم واعداد: ارشد حسن)۔ میرپور سندھ: المکتبہ الصدیق السلفیہ۔
- البخاري، محمد بن إسماعيل۔ *صحيح البخاري*۔
- الدارمي، عبد الله بن عبد الرحمن۔ *سنن الدارمي*۔
- القشيري، مسلم بن الحجاج۔ *صحيح مسلم*۔
- القزويني، ابن ماجه محمد بن يزيد۔ *سنن ابن ماجه*۔
- زبیر علی زئی، حافظ ابو طاہر۔ *انوار الصحیفہ فی احادیث ضعیفہ (ضعیف ابن ماجہ، ضعیف ابی داؤد)*۔
- زبیر علی زئی، حافظ ابو طاہر۔ *تخریج مشکوٰۃ المصابیح*۔ الریاض: دار السلام۔
- زبیر علی زئی، حافظ ابو طاہر۔ *الاتحاف الباسم فی تحقیق وتخریج احادیث موطا امام مالک*
- *ماہنامہ الحدیث*۔ حضرو، پاکستان (مختلف شمارہ جات: شمارہ 2 جولائی 2004ء؛ شمارہ 3 اگست 2004ء؛ شمارہ 27 اگست